The Lighthouse Journal of Literature & Linguistics, Vol. 01, Issue 01, Summer 2022, pp. 35-42

خواجہ میردردؔاور رحمان بابا کی منتخب شاعری میں تصوف کا تحقیقی جائزہ

مسلم شاہ[1]

ABSTRACT

Literature and Sufism has a strong bond since ages. Especially in Urdu and Pashto literature, the Sufis have used the medium of poetry to express their inner feelings. Among the great poets of Urdu, Khwaja Meer Dard has got special place. He preached Sufism through his poetry. Similarly, in Pashto literature, Rehman Baba is one of the few great poets. He too used poetry to appeal to the mind and hearts of the common people. Poetry is something which might be understood by all and sundry. This research paper is a comparative analysis of the writings of the two poets for which qualitative method has been used. This research paper investigated and analyzed the Sufism in the poetry of the above mentioned two great poets, through critical analysis of their works.

Keywords: *Khwaja Meer Dard, Rahman Baba, Sufism and Literature, Urdu Literature, Pashto Literature, Comparative Analysis, Poets, Medium of Poetry*

تعارف

ادبی تحقیق میں تقابلی تحقیق بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے اس کے ذریعے قارئین کو ان زبانوں میں تخلیق ہونے والے ادب کے حوالے سے شناسائی ملتی ہے جو ان کی اپنی زبان نہیں ہوتی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ مادری زبان کے علاوہ دیگر زبانوں میں ادبی اعتبار سے جو جواہر پارے موجود ہیں ، ان کی کمیت اور کیفیت کا بھی بہ طریق احسن اندازہ ہوتا ہے ۔ جس کے نتیجے میں ان کی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے اور ان فنی رویوں سے بھی واقفیت حاصل ہوتی ہے جو خیال کو مخصوص پیرایوں میں ڈھال دینے کے کام آتے ہیں ۔اردو میں تقابلی تحقیق کی روایت بدقسمتی سے پروان نہیں چڑھی یہی وجہ ہے کہ اردو بولنے والوں کو پشتو ادب اور پشتو بولنے والوں کو اردو ادب کے حوالے سے معلومات یا تو سرے ہوتی نہیں ہیں یا پھر نہ ہونے برابر ہوتی ہیں۔ اس تحقیقی مقالے کا مقصد اردو اور پشتو کے دو ممتاز صوفی شعرا رحمان باباؒ اور میردردؒ کے درمیان فکری اشتراک کا کھوج لگانا ہے تا کہ ان دونوں صوفی شعرا کی شاعری کے متصوفانہ رویوں کو جانچنے اور پرکھنے کے ساتھ ساتھ ان کا موازنہ کرنے کی بھی کوشش کی جائے ۔ مذکورہ دونوں شعرا اردو اور پشتو زبان و ادب میں ممتاز حیثیت کے حامل ہیں ۔

اہداف تحقیق

رحمان باباؒ اور میر دردؒ کی شاعری میں فکری مماثلتوں کی نشاندہی کرنا ۔

رحمان باباؒ اور میر دردؒ کی شاعری میں متصوفانہ خیالات کا کھوج لگانا

رحمان باباؒ اور میر دردؒ کی شاعری میں متصوفانہ خیالات کا فکری موازنہ کرنا۔

سوالات تحقیق

کیا رحمان باباؒ اور میر دردؒ کے متصوفانہ خیالات میں مماثلت موجود ہے ؟

کیا رحمان باباؒ اور میر دردؒ نے متصوفانہ تراکیب اور اصطلاحات کا استعمال موثر انداز سے کیا ہے ؟

---

[1] لیکچرار اردو گورنمنٹ ڈگری کالج گل آباد
Corresponding Author's Email: ms.lecturar@gmail.com

Manuscript Received: May 25, 2022
Manuscript Accepted: 22 June, 2022

کیا رحمان باباؒ اور میر دردؒ کو پشتو اور اردو شاعری میں تصوف کی پیشکش کے اعتبار سے امام مانا جاسکتا ہے ؟

افادیت

یہ تحقیقی مقالہ اس حوالے سے افادیت کا حامل ہے کہ اس میں نہ صرف یہ کہ پشتو اور اردو کے دو ممتاز شعرا کے کلام کو فکری اعتبار سے سمجھنے میں مدد ملے گی بلکہ پشتو اور اردو شاعری میں تصوف کی جو مضبوط اور توانا روایت چلی ہے ، اس کی تفہیم میں بھی یہ مقالہ معاون ثابت ہوگا۔ اس مقالے کی بدولت ان دو شعرا کے حوالے سے متصوفانہ بنیادوں پر تحقیق کے نئے مباحث وجود میں آئیں گے جس کا مستقبل کے محققین کو فائدہ ملے گا۔ اس تحقیقی مقابلے کی بدولت اردو اور پشتو شاعری میں متصوفانہ خیالات کا سراغ لگانے اور ان کے معیار کا تعین کرنے میں معاونت ملے گی۔ ان تمام حوالوں سے یہ مقالہ تحقیقی اعتبار سے وقت کی ایک اہم ضرورت ہے ۔

گزشتہ تحقیق

اس موضوع کے حوالے سے تاحال کوئی بھی تحقیقی کام میری نظر سے نہیں گزرا لہٰذا یہ وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ یہ تحقیقی مقالہ رحمان باباؒ اور میردردؒ کی شاعری میں خیالات اور افکار کے موازنے اور جانچ پرکھ کے حوالے سے مشغل راہ ثابت ہوگا۔

منہج تحقیق: اس تحقیقی مقالے کو معیاری تحقیق کے اصولوں کے مطابق پایہ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کی گئی ہے ۔جس میں دونوں شعرا کے حوالے سےانفرادی طورپر اردو اور پشتو میں طبع شدہ کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے ۔مواد کا مطالعہ اور اس کی روشنی میں ان شعرا کی شاعری میں متصوفانہ فکری کڑیوں کا کھوج اور تجزیہ وہ عمل ہے جس کے ذریعے اس مقالے کو مکمل کیا گیا ہے ۔

انسان اشرف المخلوقات ہے جو روز اول سے تلاش وجستجو میں رہتا ہے۔ اس طرح انسان کے ذہن میں خدائے کائنات اور ذات کے مطابق سوالات جنم لیتے رہتے ہیں۔ یہی تلاش و جستجو انسان کو مجبور کرتی ہے کہ نئے نئے راستے اور طریقوں سے خدائے واحد تک پہنچنے کی کوشش کرے۔تصوف بھی اس تلاش و جستجوکا ایک نام ہے۔ جس طرح اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ اسی طرح تصوف کا تعلق ارادے اور عمل سے ہے اصحاب کہف کے حوالے سے علماء اور صوفیائے کرام نے مختلف زاویوں سے اپنے خیالات کاذکر کیا ہے جس میں تین آراء قابل ذکر ہیں۔ اولاً تصوف " صفوۃ" یعنی صفائی سےماخوذ ہے ثانیاً یہ لفظ یونانی زبان لفظ "سوف " سے بنا ہے۔ جس کے لغوی معنی اُون کے ہیں ۔ بعض اہل زبان نے اس کو لباس صوف سے جوڑا تو کچھ نے اس کو یونانی فلسفے کے ساتھ رشتہ بنانے پر زور د یا اور بعض علماء نے اس کا صفائی مذہب کے ساتھ تعلق بنانے کی کوشش کی۔ تصوف کو احسان سے تعمیر کیا گیا ہے۔ مشہور حدیث جبرئیل میں ایمان اور اسلام کی تکمیل کا نام احسان بتلایا گیا ہے اور اس کی اصل یوں بیان کی گئی ہے:

> " احسان کا مقام یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اور بندگی اس طرح کیاکرو (یا اس سے ہر دم اس طرح ڈرو)گویا تم اسے دیکھ رہے ہو ، کیونکہ اگر چہ تم اس کو نہیں دیکھ رہے ہو،پر وہ تم کو (ہر جگہ اور ہر آن) دیکھتاہے"[(1)]

یعنی تصوف احسان کا دوسرا نام ہے۔ اور احسان یہ ہے کہ انسان اس بات پر یقین رکھے کہ عبادت میں اللہ دیکھتا ہے۔

یہ ڈر نفس کی صفائی کے لیے لازم ہے جس کی وجہ سے انسان کو اس علم کی توفیق حاصل ہوتی ہے جو دل کی پاکیزگی میں مدد دیتا ہے۔ انسان نفس کی خواہشات سے پاک ہو جاتا ہے۔ جو اس کے سینے میں پیدا ہو کر دنیا ئی محبت کے بجائے اخروی دنیا سے لگاؤ پیدا کرتی ہے۔ جس کے اثر سے انسان اللہ کے سوا سب اشیاء کو تصوراتی بے حقیقت اور ایک بوجھ جان کر اس سے منہ پھیر لیتا ہے۔حضرت جنید بغدادی رحمۃ علیہ نے اس کی وضاحت کچھ یوں کی ہے ۔

" تصوف یہ ہے کہ حق تعالیٰ تجھے تیری ذات سے فنا کر دےاور اپنی ذات
کے ساتھ زندہ رکھے" (2)

تصوف اختیارکرنے سے سالک کو خواہشات کی غلامی سے آزادی ملتی ہے اور وہ اپنی روح پر توجہ دینے کے قابل بنتا ہے اور اپنی تمام توانائیاں اس کے امکانات روشن کرنے میں صرف کرتا ہے۔ اسی طرح حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ نے تصوف کو حقائق کو اپنا مطمع نظر بنانے اور انسان کی عطا یا اشیا سے ناامیدی کو قرار دیا ہے ۔ (3)

تصوف اصل میں اس احساس عمل کا نام ہے جس میں انسان صرف اللہ سے امید رکھتا ہے اور اللہ کے بنائے ہوئے راستے پر چلتا ہے ۔ اس کی امید اللہ کے سوا کسی سے نہیں ہوتی ۔ اور لوگو ں سے امید قطع کر لیتا ہے۔

تصوف کے لیے ادب ایک اہم اور لازم جزو ہے۔ کیونکہ صوفیاء کے لیے خیالات کے اظہار کے ایک فکری اور روحانی پیرائے کی ضرورت تھی ۔اس لیے عربی ، فارسی ، اردو اور پشتو ادب میں تصوف کو ایک اہم مقام ملا۔جتنے بھی صوفی شعراء گزرے ہیں ۔ ان کے کلام میں صوفیانہ مضامین نے ایک نیا جہان آباد کیا ہے۔جس سے آنے والی نسلیں اپنی دنیائی اور اُخروی زندگی کو تبدیلی سے ہمکنار کرسکتی ہیں ۔ اس لیے آج جدید دور میں ایک بار پھر تصوف کی ضرورت و اہمیت ہے تاکہ جدید دور کے انسانوں کو دلی سکون و اطمینان میسر ہو سکے ۔اس لیے دنیائے ادب میں تصوف کی ضرورت ہے۔

اردو شاعری میں متصوفانہ افکار کی ترویج اور اظہا ر کے حوالے سے خواجہ میر دردؔ کی شاعری بہت زیادہ اہم ہے ۔دردؔ اور ان کے زمانے کےدیگر شعرا نے جس طرح شاعری کی اصلاح کی اور اس کو بے کار اور بےہودہ خیالات سے پاک کیا ۔ خواجہ میر دردؔ کافی مضبوط اعصاب کے مالک تھے ۔ صبر، برداشت کا مادہ بہت تھا۔ مگر ان حالات سے متاثر ہونا لازمی تھا۔ چنانچہ خواجہ میردردؔ کی شاعری میں دنیا کی ناپائیداری ، بے ثباتی اور عبرت و موعظت کے مضامین کثرت سے ملتے ہیں۔ جس کی سب سے بڑی وجہ اس دور کے حالات تھے۔ ان حالات ہی نے ان کو دنیاوی مال و دولت اور شان و شوکت سے بیزار کر دیا تھا۔ جب احمد شاہ اور نادر شاہ کے حملوں سے دلی کے درودیوار گونج رہے تھے۔ اس وقت میردردؔ، میر تقی میر، نظیر اکبر آبادی اور سوداؔ کے نغمے زمین شعر کی آبیاری کر رہے تھے۔ اور جب بہادر شاہ ظفرؔ کو جلا وطن کیے جانے کی تیاری تھی۔ اور انگریزوں کےقدم ہندوستان میں مضبوط ہورہے تھے اس وقت غالبؔ، مومنؔ، ذوقؔ آسمانی شاعری پر چمک رہے تھے۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو خواجہ میردردؔ کے دور کو شاعری کی تخلیق کے حوالے سے زرخیز دور سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

اردو کی شعری دنیا میں میر درد اپنے مختصر دیوان کی وجہ سے قدر و منزلت رکھتے ہیں ۔ پندرہ سو اشعار پر مشتمل اس دیوان میں ان کے متصوفانہ افکار اور ان کی شخصیت کا بڑے موثر انداز سے اظہار ہوا ہے ۔جس میں صوفیانہ واردات اور ان کا بیان قاری کی روحانی تربیت کا ذریعہ بنتے ہیں۔

خواجہ میردردؔ سلسلہ نقشبند یہ میں دلچسپی رکھتے تھے اور اس حوالے سے انہوں نے تصوف کے اس سلسلے پر بیعت کی تھی ۔ وحدت الشہودی نظریے سے وابستگی کے نتیجے میں ان کی شاعری میں بھی اس نظر یےکی جھلک پائی جاتی ہے، حالانکہ ان کے دور کے بیشتر صوفیاوحدت الوجودی نظر یے کے پیرو کار تھے۔ جس سے متاثر ہوکر دردؔ کے ہاں بھی وحدت الوجود نظرئیے کے اشعار موجود ہیں۔ بلکہ بعض اشعار ایسے بھی ہیں ۔ جس میں دونوں نظرئیات کا احاطہ ایک ساتھ کیا گیا ہے۔ اس لیے خواجہ میر دردؔ کو اردو شاعری میں تصوف کےباضابطہ امام سے تعبیر کیا جاسکتا ہے ۔جنہوں نے اردو شاعری کو متصوفانہ خیالات کے جواہر پاروں سے آراستہ کرنے کی کوشش کی:

؎ " ارض وسماں کہاں تیری وسعت کو پاسکے
مراہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سماسکے۔"(4)

درّد کا شمار ان شعراء میں ہوتا ہے جن کے ہاں تصوف کے سلسلے میں نئے مضامین پائے جاتے ہیں ۔ تصوف اور متصوفانہ مضامین سے غزل میں نئی دنیا آبادکی۔ انہوں نےعالم انسانیت کو نیکی کا درس دیا۔ اس طرح درّد ایک شعر میں عقل کے حوالے سے کہتا ہے کہ اس کا دائرہ محدود ہے ۔ ان کے بقول انسان کی عقل اب بھی دنیا کو دریافت کرنے سے قاصر ہے۔ کیونکہ اللہ پاک کی یہ کائنات اتنی وسیع و عمیق ہے کہ انسانی سوچ و عقل اس تک پہنچنے کی قوت اور توانائی نہیں رکھتی۔ اس لیے انسانی سوچ و عقل اس بات سے عاجز ہے کہ اتنا سمجھ سکے کے انسان اور کائنات کا وجود کیا ہے اس لیے درّد لکھتے ہیں:

ے " نہ برق ہیں، نہ شرر ہم ، نہ شعلہ نہ سیماب
وہ کچھ ہیں پر کہ سدا اضطرار رکھتے ہیں۔ " (5)

اردو ادب میں بیشتر شعرا قلبی واردات کے اظہار کے لیے صنف غزل کا انتخاب کرتے ہیں۔ ان شعراء میں خواجہ میردرّد بھی شامل ہیں۔ جس نے اپنے متنوع موضوعات کو بیان کرنے کےلیے غزل کا سہارا لیا۔ جس میں روحانی کرب اور واردات کو بیان کرنے کی قوت ہے ۔خواجہ میردرّد کے ہاں تصوف کا جذبہ ان کی دل و دماغ کے ساتھ ساتھ روح کا بھی حصہ تھا۔باعلم اور باعمل صوفی ہونے کے ناطے انہوں نے اپنے شعری جواہر پاروں کے ذریعے اپنے قارئین کو بھی روحانی حقائق سمجھانے کی کوشش کی ۔ اس لیے وہ لکھتے ہیں:

ے " تجھی کو جو یاں جلوہ فرمانہ دیکھا
برابر ہے دنیا کو دیکھا نہ دیکھا
حجاب رخ یار تھے آپ ہی ہم
کھلی آنکھ جب کوئی پردہ نہ دیکھا" (6)

اس لیے درّد موجودہ تصوف کے امام و پیشوا تصور کیے جاتے ہیں۔ اپنی شاعری میں درّد نے صوفیانہ خیالات و افکار کا بہترین انداز میں استعمال کیا ہے۔

خواجہ میر درّد کی تمام شاعری خاص کر غزل میں شاعرانہ صوفیانہ رنگ موجود ہیں۔ ان کے الفاظ اور اصطلاحات میں موجود معنویت کا نتیجہ تھا کہ ان کی اصطلاحات نے غزل میں اپنے لیے مستقل جگہ بنائی ۔درد کی شاعری میں موجود لفظیات تصوف کی دنیا سے اپنے معنی کا تعین کرتی ہیں اور اس کے مطابق ان میں معنوی حوالے سے تغیر و تبدل آتا رہتا ہے ۔ ان اصطلاحات میں سب سے پہلا نام خلوت کا آتا ہے۔ درّد خود بھی خلوت پسند تھے اور دوسروں کو بھی خلوت میں رہ کر اللہ کی عبادت کا درس دیتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ درّد نۓ جلوت یعنیٰ لوگوں کے سامنے بھی اللہ کا پیغام عام کرنے کی کوشش کی اپنے افکار اور شاعری میں اسلام کا پیغام عام کیا۔

خواجہ میر درّد نے تصوف اور صوفیانہ مضامین میں حقیقی محبوب کے مظاہر بیان کئے۔ اس کے لیے وہ فنافی اللہ کی منزل تک پہنچے۔محبوب حقیقی پر انہوں نے زندگی کی ہر ایک متاع قربان کر دی اور مادی دنیا کے تقاضوں سے بچنے کی کوشش کی ۔ انہوں نے مادی تقاضوں کی تکمیل کی بجائے روحانی تقاضوں کی تکمیل کو منزل حیات جاناساری توانائیاں خدا کے ساتھ محبت پر صرف کیں ۔ مادی تقاضوں میں ایک حسن ضرور ہے جو ہر شخص کو اپنی طرف راغب کرتا ہے لیکن روحانی زندگی کا علمبردار ان رنگینوں کے دھوکے میں آنے کے بجائے اپنی الگ دنیا میں مصروف رہنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس لیے خواجہ میردرّد بھی توبہ کے بعد دنیا کی رنگینوں اور بہاروں کو اہمیت نہیں دیتا بلکہ اپنے آپ کو ایک خدا کی محبت کے حوالے کردیتا ہے۔

خواجہ میردرّد نے تصوف کے رموز کو آسانی سے شعر کا جامہ پہنایا ۔ اس لیے ان کے کلام کو اردو غزل کے صوفی شعراء میں فخر سے یاد کیاجاتا ہے۔ کیونکہ ابتدائی شعراء میں درّد ہی تھے ۔ جس نے تصوف اور روحانی اقدار اور افکار کو شاعری میں سمویاہے اور بہتر انداز و ہنر کے ساتھ غزل میں پیش کرنے کی سعی کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب تک اردو غزل میں تصوف کا نام آئے گا وہاں خواجہ میر درّد کا نام ضرور یاد رکھا جائے گا۔

پشتو شاعری میں رحمان باباؒ کی شاعری کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ ان کی شاعری میں الفاظ کی خوبصورتی ، محبت ، اور انسانی شرافت کے معیار موجود ہیں۔ رحمان باباؒ نے اپنی شاعری میں

تصوف کو بہت اہمیت دی۔ آپ ایک باعمل صوفی تھے۔آپ نے اپنی پوری زندگی درویشی میں گزاری دی تھی۔
رحمان بابا نے جس عام فہم ، دلکش ، شیریں، سادہ اور رواں زبان میں اپنے پاکیزہ خیالات کا اظہار کیا ہے۔ وہ انہی کا شیوہ ہے ۔ اور اسی پاکیزگی ، صلاحیت اور شیرینی کی وجہ سے جو مقبولیت ان کے کلام کو حاصل ہوئی ۔ وہ آج تک کسی کو نصیب نہیں ہوئی ۔ ان کی وفات کو تقریباً تین سو سال ہوچکے ہیں۔ لیکن اب بھی سینکڑوں اشعار عوام کی زبان پر ہیں۔ اور جُوں جُوں وقت گزرتا جاتا ہے۔ ان کی مقبولیت اور شہرت بڑھتی جاتی ہے۔ پشتو بولنے اور سمجھنے والوں میں بہ مشکل ایسا کوئی ہوگا جو ان کے نام سے واقف نہ ہو۔ اس لیے کہ رحمان بابا کے کلام کو پاکستان اور افغانستان میں بے پناہ شہرت نصیب ہوئی ۔

لیکن ان کی زندگی کے متعلق مفصل معلومات نہیں ملتیں ۔ آپ ان پڑھ اور نا خواندہ قسم کے درویش نہ تھے۔ آپ کے متعلق جو پرانی تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک بلند پایہ عالم و عابد انسان تھے۔ حصول علم اور درویشی کی راہ میں آپ کو بھی ویسے ہی سخت مراحل سے دو چار ہونا پڑا ہے جن کا دنیا کے بڑے بڑے صوفیا کو سامنا کرنا پڑا ہے۔

"امام غزالیؒ ، مولانا رومؒ اور ایسے بہت سے صوفیائے کرام ابتداء میں عالم ہی تھے۔ لیکن جوں جوں ان کے علم میں اضافہ ہوتا گیا۔ اتنا ہی انہیں انہی کم علمی اور کوتا ہی کا احساس ہوتا گیا۔" (9)

"رحمان بابا خود فرماتے ہیں:

ے" زان هر گوره نا آگاه ره حشر گنڈ ریزی
لہ هغے ورئےراهسے چہ آگاه یم"
" جس دن سے آگاہ ہوا ہوں اس دن سے مجھے اپنا آپ با لکل نا آگاہ نظر آتا ہے ۔ گویا جانا تو یہ جانا کہ نا جانا کچھ بھی " (10)

رحمان بابا کے کردار کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ اپنی غلطیوں اور کمزوریوں کو چُھپانے کی کوشش نہیں کرتے ۔ ان کی نظر میں تمام انسان ایک وحدت ہیں اور ایک انسان کی غلطی تمام انسانیت کو تباہی کی طرف لے جاتی ہے۔ اس لیے اس سلسلے میں وہ بہت بے باک ہے۔ چنانچہ ان کے دل کے آئینہ میں اورنگ زیب جس شکل میں منعکس ہوئے انہوں نے کسی لگی لپٹی بغیر بلا جھجک اُسے انسانیت کی بھلائی کے لئے ایک سبق کے طور پر پیش کیا۔ عبدا لرحمان باباؒ ایک عام آدمی تھے۔ آپ کے ساتھ اقربا کا رویہ بھی ٹھیک نہیں تھا جس کی وجہ سے آپ ان سے کافی عرصہ کنارہ کشی کرتے رہے۔ بعض محقیقن کی رائے ہے کہ آپ نے اپنی زندگی میں ہی اپنے اشعار کو دیوان کی شکل میں مرتب کیا تھا۔

رحمان بابا کو صرف شاعر عشق و محبت ہی نہیں بلکہ ایک اعلی پایہ کا مبلغ اور معلم اخلاق مانا جاتا ہے ۔ آپ کا کلام نہ صرف پشتونوں کی عام مجلسوں اور حجروں میں بہت ذوق و شوق سے پڑھا جاتا بلکہ تبلیغی اجتماعات اور مسجدوں اور مدرسوں میں بھی بہت انہماک اور دلچسپی سے سنا جاتا ہے آپؒ اصل مقصد محبوب حقیقی سے عشق ہے، جس کی مختلف کیفیتوں کو آپ یوں بیان کرتے ہیں:

ے" کہ چالار دَ عاشقی ره ورکہ کڑی
زه رحمان دَ گمراہانوں رهنمایم"
ترجمہ : اگر کہیں کوئی راہ عشق گم کر چکا ہوتو اس قسم کے گمراہوں کی میں رہنمائی کرتا ہوں " "(11)

رحمان بابا کی شاعری میں صوفیانہ مضامین بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ان کی شاعری میں صوفیانہ مضامین ، عام فہمی اور گہرائی دونوں پہلوں کا احاطہ کرتے ہیں۔ وہ شاعرِ انسانیت ، ہمہ جہت صوفی ، نابغہ روزگار اور درویش صفت انسان تھے۔

کلام کا نمونہ معہ ترجمہ :۔

ے"پہ دنیا کی مخ د یار دے نور سہ نشتہ

ہر چا دے د یار دیدار دے نورسہ نشتہ
سرہ پہ وینو د سرو گلو پہ سیر ذا نگی
ہزار ذڈونہ ستا دَزلفو پہ ھرول کے"

ترجمہ : ۔ یہ دنیا خدائے عشق سے پیدا کی عشق تمام مخلوق کا باپ ہے۔ دنیا میں
سوائے رخ محبوب کے اور کچھ نہیں۔ یہ سب کچھ یار کا دیدار ہے۔ اس کے
سوا کچھ نہیں۔ سرخ پھولوں کی طرح تمھاری زلفوں کے ہر ایک خم میں
ہزاروں خون آلود دل معلق ہیں"۔[(12)]

رحمان باباؒ کے مکتب کے اشعار و معرفت ، تصوف، سچی محبت ، اور عشق حقیقی کا ایسا آئینہ ہیں کہ جس میں عارف اور سالک محبوب حقیقی کےجمال و جلال کا عکس دیکھتا ہے۔ معنویت کے لحاظ سے ۔ روشنیہ کلپ کے پیرو کار وں کی تعداد خاصی زیادہ ہے۔ مگر اشعار کی سحر آفرینی اور خوبصورت تشبیہات کی بدولت رحمان باباؒ کی ہمسری کا کوئی دعوٰی نہیں کر سکتا ۔ رحمان بابا کا دیوان اب تک بیسیوں بار اشاعت کے مراحل سے گزر چکا ہے۔ اور لوگ بڑے شوق سے ان کی شاعری پڑھ رہے ہیں ۔

اس لیے خواجہ میر دردؔ کی طرح رحمان باباؒ نے بھی بہترین انداز میں تصوف اور صوفیانہ مضامین کا احاطہ کیا ہے۔ آپ نے اپنی پشتو شاعری میں مرد قلندر بن کر ایک فقیر کے روپ میں دنیا کو تصوف کے اسرار و رموز کی بہترین انداز میں عکاسی کی ہے۔ ان کی شاعری آخرت کی فکر اور دنیا کی بے ثباتی جیسے مضامین سے بھری ہے۔ آپ کو پشتو شاعری کے صوفی شعراء میں ایک اہم مقام حاصل ہے۔ جب تک پشتو کے صوفی شعراء کا نام رہے گا رحمان بابا کا نا م بھی روشن و چمکتا رہے گا۔

خواجہ میر دردؔ اور رحمان بابا دونونشعراء کاتعلق قدیم دورسے ہے ۔دونونشعراءفقیرانہ طبیعت کےمالک تھے۔اسلئےانکےہاں عدم مماثلتیں اور موضوعات میں اختلافات نہ ہونےکےبرابرہیں۔جتنےبھی موضوعات ہیں اس میں تقریباً برابری کا عنصر موجود ہے۔خواجہ میر دردؔاوررحمان بابا کی شاعری نہ صرف اپنے دور کی بلکہ موجودہ دور میں بھی بہترین شاعری مانی جاتی ہے۔دونوں کے ہاں فکری موضوعات میں یکسانیت کی سب سے بڑی وجہ تصوف کے مضامین ہیں۔اگرچہ تصوف زیادہ ترلوگوں کےلئےدوری کی ایک وجہ بھی بنتی ہے ۔ کیونکہ زیادہ ترصوفی حضرات دنیا سے الگ تھلگ زندگی بسرکرتے ہیں لیکن مذکورہ دونونشعراء کوتصوف میں غیر معمولی وقعت دی گئی۔دونوں نےتصوف میں نمایاں مقام حاصل کیا۔پشتو اور اردوادب کے تصوف کےمیدان میں ان کےنام ہمیشہ یاد رہیں گے۔

خواجہ میردردؔاردوکےصوفی شعراء میں ایک اہم نام اورمقام رکھتےہیں۔جبکہ پشتوزبان وادب کےبہترین صوفی شعراء میں رحمٰن باباکانام کسی تعارف کامحتاج نہیں۔اسلیےجب تک صوفی شعراء اورپشتوادب زندہ رہےگارحمان بابا کا نام بھی یاد رکھاجائےگا۔

دونوں شعراء کا اجتماعی دور تقریباً ڈیڑھ صدی پر محیط ہے۔ جس میں صوفیانہ خیا لات نے شعر کے روپ میں قارئین کو راہِ راست پر لانے کی سعی کی، عوام میں رجائیت پیدا کرنےاور قنو طیت ختم کرنے پر زور دیا ۔ اور اس کوشش میں ہر وقت مصروف عمل نظر آئے کہ کس طرح عوام و خواص کی ذہنی آبیاری کی جائے ۔ یوں معاشرے کے ارتقائی سفر میں دونو ں شعراء نے اپنا حصّہ ڈالا۔ مذکورہ شعراء باطنی طور پر راہِ تصوف پر کاربند تھے فن شاعری پر دسترس بھی رکھتے تھے ۔ لہٰذا متصوفانہ خیالات کی پیشکش کے اعتبار سے دونوں پشتو اور اردو زبان میں کلیدی اہمیت کے حامل ہیں ۔ ان دونوں عہد ساز ہستیوں نے روحانیت کے بل بوتے پر اپنوں اپنوں معاشروں میں محبت ، یگانگت اور بھائی چارے کو پروان چڑھا یا ۔ اخوت ، مساوات اور وسیع المشربی کو عام کرنے کی کوشش کی ۔ دلوں کو دلوں کے ساتھ جوڑا ۔ اس لیے کہ صوفی کا کام ہی انسانوں کو روحانی اعتبار سے ایک دوسرے کے قریب لانا ہوتا ہے ۔پھر شاعر ہونے کے ناطے اس کی دانشورانہ ذمہ داریوں میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے ۔انہوں نے معاشرے کے باطن کو منقلب کرنے

کی کوشش کی اور سیاسی عدم استحکام کے زمانے میں زندگی اور امید کے چراغ روشن کرنے اور بھٹکے ہوئے لوگوں کے لیے منزل اور راستے کا تعین کرنے کی کوشش کی ۔ اردو اور پشتو کے شعری افق پر یہ دونوں شعرا اپنے کلام سے لوگوں کے دلوں کو منور کرنے کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں جس کی حدت ، توانائی اور روشنی میں وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔

حوالہ جات

1 اعجاز۔ ف۔س ۔ اسلامی تصوف اور صوفی ۔6۔ اے کنائی سیل اسٹریٹ۔ کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۷۳

2 نفیس اقبال ، ڈاکٹر ، تصوف اور اردو کا باہمی رشتہ ، انٹرنیٹ ،ص ۷

3 پیرمحمد کرم حضرت،مقدمہ کشف المحبوب ، الازہری لسنل گارڈ ، لاہور، شاعت، 1926 ،ص۱۵

4 خواجہ میردرؔد ، "دیوان درؔد " ،ص 182

5 درؔد شرح دیوان درؔد (خواجہ محمد شفیع)،ص 52

6 خواجہ میردرؔد "دیوان درؔد" ، ص 150

7 جان عابد عبداللہ، پشتو زبان وادب کی مختصر تاریخ ،یونی ورسٹی پبلشرز ، قصہ خوانی پشاور ص 47

8 جان عابد عبداللہ ،پشتو زبان وادب کی مختصر تاریخ ،یونیورسٹی پبلشرز، قصہ خوانی ، پشاور ص 47

9 شاہ عبد لطیف بھٹائی ،مغربی پاکستان کے صوفی شعراء ، محکمہ اطلاعات ، لاہور ص 10

10 شاہ عبد لطیف بھٹائی ،مغربی پاکستان کے صوفی شعراء ، محکمہ اطلاعات ، لاہور ص 10

11 شاہ عبد لطیف بھٹائی ،مغربی پاکستان کے صوفی شعراء ، محکمہ اطلاعات ، لاہور ص 18

12 جان عابد عبداللہ ، پشتو زبان وادب کی مختصر تاریخ یونیورسٹی پبلشرز ، قصہ خوانی ، پشاور ص 8

کتابیات

بنیادی مآخذ:

خواجہ میر دردؔ ، "دیوان دردؔ منتخب شاعری " (مرتبہ ظہیر احمد کشمیری)مکتبہ جامعہ ،دہلی،1963ء

عبد الرحمان بابا ،"کلیات رحمان بابا منتخب صوفیانہ شاعری " یونیورسٹی بک ایجنسی ، قصہ خوانی پشاور، 2018ء

ثانوی ماخذ:

ابن محمد جی، قریشی، تصوف واحسان، پورب اکادمی اسلام آباد،2016ء

میکش اکبر آبادی، مسائل تصوف، کاشف پبلشرز الکریم مارکیٹ ، لاہور 2012ء

محمد حفیظ الرحمٰن، ڈاکٹر،تصوف اور صوفیاء کی تاریخ، علم و عرفان پبلشرز ، لاہور2014ء

محمد طاہرالقادری، ڈاکٹر،حقیقتِ تصوف، منہاج القرآن پبلشنز،لاہور1990ء

محمد فرمان ،پروفیسر،اقبال اور تصوف، بزم اقبال پرنٹنگ پریس ، لاہور1958ء
نفیس اقبال ،ڈاکٹر،تصوف اور ادب کا باہمی رشتہ، پاکستان رائیٹرز کو آپریٹو سو سائٹی ، لاہور2006ء
نفیس اقبال ، ڈاکٹر،تصوف (میرؔ ، سوداؔ اور دردؔ کے عہد میں)،سنگِ میل پبلشرز ، لاہور2009ء
یوسف سلیم چشتی، تاریخ تصوف، دارالکتاب ، لاہور2016 ء